آپؐ کی ولادت کا پس منظر

اظہر نیاز

جب یہ دنیا بنائی گئی تو پہلا انسان جسے دنیا میں اتارا گیا اس کا نام آدم تھا۔ حضرت آدمؑ کے دم قدم سے جو پہلے انسان بھی تھے اور اللہ تعالیٰ کے نبی بھی، اس زمین پر زندگی نے پھلنا پھولنا شروع کیا۔ بابا آدم اور اماں حوا کی اولاد نے اس دنیا کو آباد کرنا شروع کیا۔ انسان ایک سے دو ہوئے، معاشرتی زندگی، رہن سہن اور ثقافت نے جنم لیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بھلائی کیلئے انسانوں ہی میں سے اپنے خاص بندوں کا انتخاب کیا تاکہ ان کے ذریعے سے اپنا کلام، احکام اور نشانیاں انسانوں تک پہنچائی جائیں۔ ہم ان خاص بندوں کو پیغمبر اور رسول کہتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچایا۔ ان پیغمبروں اور رسولوں میں سے چند ایک کے نام قرآن پاک میں ملتے ہیں جیسے حضرت آدم علیہؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت زکریاؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے

حضرت محمدؐ مکہ میں پیدا ہوئے آپ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ وہی جلیل القدر پیغمبر ہیں جن کو اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھنے کے جرم میں بادشاہ وقت نے آگ میں ڈال دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ پھولوں کی سیج میں بدل گئی تھی۔

قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ: ابراہیمؑ پر ٹھنڈی ہو جا، لیکن اس قدر ٹھنڈی نہ ہونا کہ تکلیف دہ ہو بلکہ ایسی معتدل ٹھنڈک کہ جسم و جاں کو خوشگوار معلوم ہو(۱)

حضرت اسماعیلؑ کے بارے میں آپ جانتے ہی ہیں کہ ان کے والد حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا کہ مجھے اللہ کی تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں اپنی سب سے پیاری چیز اللہ کی راہ میں قربان کروں تو انہوں نے کہا کہ آپؑ کو جس طرح سے حکم ملا آپؑ ایسا ہی کریں(۲) آپ مجھے اللہ کی راہ میں ثابت قدم پائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کیلئے تیار ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی قبول کرتے ہوئے حضرت اسماعیلؑ کی جگہ ایک

دنبہ قربانی کیلئے آسمان سے بھیج دیا۔(۳)
آپ حضرت اسماعیلؑ کے بارے میں یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی والدہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا ومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان بے تاب دوڑی پھری تھیں اللہ تعالیٰ کو اپنے بیٹے کی محبت میں بے قراری کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ رہتی دنیا تک اس پریشانی و بیتابی کو حج وعمرہ کا ایک رکن بنا دیا اور یہی وجہ ہے کہ آج بھی حجاج صفا ومروہ کے درمیان دوڑ کر ایک ماں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں(۴)
اور آپ یہ بھی جانتے ہیں جب بی بی ہاجرہ مایوس ہو کر واپس اپنے بیٹے کے پاس پہنچیں تو اس کی ایڑیوں کے پاس سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا تھا جس کے پانی کو بی بی ہاجرہ نے کہا ''زم زم'' (رک جا رک جا) اور یہی وہ آب زم زم ہے جو آج پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے تحفہ اور سوغات کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ مکہ ہی میں پلے بڑھے انہوں نے یہیں ایک باہر سے آئے ہوئے قبیلہ جرہم میں دو شادیاں کیں حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے ان میں قیدار کی اولاد حجاز میں آباد ہوئی، ان ہی کی اولاد میں عدنان ہیں اور آنحضرتؐ ان ہی کی نسل سے ہیں۔
عدنان سے لے کر حضرت اسماعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فاصلہ ہے ویسے تو آنحضرتؐ کا خاندان اپنے علاقے میں شروع ہی سے ممتاز چلا آ رہا تھا لیکن جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے نمایاں کیا وہ نضر بن کنانہ تھے۔ بعض تاریخ دانوں اور محققین کے نزدیک قریش کا لقب سب سے پہلے آپؐ کے خاندان کے ایک فرد فہر کو ملا اور ان ہی کی اولاد قریش کہلاتی ہے۔
نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی بن کلاب نے خلیل خزاعی کی بیٹی سے شادی کی۔ خلیل خزاعی کا جب انتقال ہوا تو اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ حرم کی خدمات قصی کے سپرد کر دی جائیں اس طرح یہ ایک اہم منصب خلیل خزاعی سے منتقل ہو کر قصی بن کلاب کے خاندان میں منتقل ہو گیا۔
قصی بن کلاب ایک نہایت قابل شخص تھا جو انتظامی امور پر عبور رکھتا تھا۔ وہ دوسروں کی خدمت کو باعث مسرت جانتا تھا۔ جب اس کے پاس خاندان قریش کے ساتھ ساتھ حرم کے انتظامی امور بھی آ گئے تو اس نے بڑے اعتماد سے دانشورانہ صلاحیتوں کے ساتھ کام کئے اس کا ایک بہت بڑا کام دارالمشورہ کا قیام ہے۔ اس نے ایک عمارت تعمیر کی جس کا نام دارالندوہ رکھا۔ قریش کو جب کوئی جلسہ کرنا ہوتا یا جنگ کی تیاری، تو اسی عمارت میں کرتے۔ تجارتی قافلے یہیں سے تیار ہو کر روانہ ہوتے۔ اسی طرح نکاح اور دیگر سماجی و معاشرتی تقریبات بھی یہاں ادا کی جاتیں، گویا رسم

ورواج کی ادائیگی کیلئے ایک کمیونٹی سینٹر کی بنیاد قصی بن کلاب نے رکھی۔
قصی بن کلاب نے اس طرح کے کئی زبردست کام کئے۔ ایک دن انہوں نے تمام قریش کو جمع کیا اوران کے سامنے پرجوش تقریر کی جس کا لب لباب یہ تھا کہ سیکڑوں ہزاروں میلوں سے لوگ حرم کی زیارت کو آتے ہیں۔ ان کی راستے کی تکالیف تو الگ، یہاں پہنچ کر بھی ان کو کوئی سہولت حاصل نہیں ہوتی، جب کہ یہ لوگ ہمارے مہمان ہوتے ہیں۔ ان کی میزبانی قریش کا فرض ہے۔ چنانچہ صلاح مشورہ کے بعد دو شعبے قائم کئے گئے، ایک سقایہ اور دوسرا رفادۃ۔
ان عہدوں کو خدام عرب کا سب سے زیادہ باعزت اور بڑا منصب قرار دیا گیا۔ قریش نے ایک سالانہ رقم مقرر کی جس سے منیٰ اور مکہ کے زائرین کو کھانہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں چرمی حوض بنائے گئے جن میں حج کے دنوں میں پانی بھر دیا جاتا تا کہ زائرین کے کام آئے
قصی بن کلاب نے اپنے سماجی کاموں کی وجہ سے اس قدر شہرت حاصل کی کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قریش کا لقب پہلے پہل انہی کو ملا۔ قریش کے معنی جمع کرنے کے ہیں اور چونکہ خاندان قریش کو مختلف معاملات میں قصی نے جمع اور اکٹھا کیا، شاید یہی وجہ ہے کہ محققین کی توجہ اس طرف گئی کہ پہلے پہل قریش کا لقب انہی کو ملا ہے۔
قصی بن کلاب کے چھ بیٹے تھے۔ قصی نے مرتے وقت حرم کے تمام مناصب اپنے سب سے بڑے بیٹے عبد الدار کو دیئے۔ وقت گزرتا گیا۔ قصی بن کلاب ہی کے ایک بیٹے عبد مناف بھی تھے عبد مناف کے بھی چھ بیٹے تھے ان میں سے ایک کا نام ہاشم تھا۔ ہاشم، قصی بن کلاب کی طرح صاحب ثروت اور با اثر شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنے دیگر بھائیوں سے کہا عبد الدار کا خاندان حرم کے معاملات کو بہتر انداز میں نہیں چلا رہا، اس لئے ان سے یہ مناصب واپس لے لئے جائیں۔ ہاشم کے بھائیوں نے عبد الدار کے خاندان سے یہ بات کی کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ اس منصب کے اہل نہیں اور آپ کی نا قابلیت کی وجہ سے ان مناصب کے مقاصد کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے یہ مناصب ان کے حوالے کر دئے جائیں مگر عبد الدار کے خاندان نے انکار کر دیا۔
عرب جو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سالہا سال لڑتے تھے، اس معاملہ میں کیوں کر خاموش رہتے، دونوں خاندانوں میں جنگ کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ لیکن لڑائی کی نوبت آنے سے پہلے اس بات پر صلح ہو گئی کہ سقایہ اور رفادہ عبد الدار کے خاندان سے لے کر ہاشم کو دے دیے جائیں اور حجابہ جو حرم سے متعلق عہدہ تھا، عبد الدار کے خاندان کے پاس رہے۔

ہاشم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ کہ انہوں نے تجارت کو فروغ دیا اور اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی۔ انہوں نے قیصر روم سے خط و کتابت کی اور آخر کار قیصر روم سے یہ فرمان لکھوانے میں کامیاب ہو گئے کہ:

''قریش جب اس کے ملک میں اسباب تجارت لے کر جائیں تو ان سے کوئی ٹیکس نہ لیا جائے''

اسی طرح ہاشم نے حبشہ کے بادشاہ (نجاشی) سے خط و کتابت کی اور اس سے بھی اسی طرح کا ایک فرمان حاصل کر لیا۔ چنانچہ اہل عرب سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام اور ایشیائے کوچک تجارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ اس زمانے میں انگوریہ (انقرہ) قیصر کا پایہ تخت تھا۔ قریش جب تجارت کے لئے جاتے تو بادشاہ نہایت احترام سے خیر مقدم کرتا۔

ہاشم نے تجارت کو فروغ دینے کیلئے راستوں کو محفوظ بنایا وہ اس طرح کہ جو قبیلے راستوں میں قافلے لوٹ لیتے تھے، انہوں نے ان سے معاہدے کئے کہ اگر وہ قریش کے قافلے نہ لوٹیں تو تجارتی قافلے ان کے علاقوں میں آیا کریں گے اور ان سے خرید و فروخت کریں گے۔ اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا اور عام لوٹ مار کے باوجود قریش کے تجارتی قافلے محفوظ رہتے۔

ہاشم کی شادی کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ آپ ایک بار تجارت کے غرض سے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ ٹھہرے۔ بازار گئے تو ایک عورت کو گزرتے دیکھا۔ ان کو وہ عورت بھلی معلوم ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ عورت کون ہے؟ بازار کے لوگوں نے بتایا کہ خاندان بنی نجار کی ہے اور اس کا نام سلمیٰ ہے۔ ہاشم نے سلمیٰ سے نکاح کا پیغام بھجوا دیا۔ ان کی درخواست قبول ہوئی اور اس طرح انہوں نے سلمیٰ سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد وہ کچھ دن مدینہ میں ٹھہرے اور پھر شام چلے گئے۔ جب غزہ پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ اس شادی کے بارے میں ان کے بھائیوں کو علم نہیں تھا۔

آٹھ برس کے بعد ان کے بھائیوں کو پتہ چلا انہوں نے مدینہ میں شادی کی تھی اور سلمیٰ نامی عورت کے گود میں ایک بچہ بھی ہے۔ چنانچہ ان کے ایک بھائی جن کا نام مطلب تھا، مدینہ روانہ ہوئے اور سلمیٰ کی تلاش شروع کر دی۔ سلمیٰ کو آنے کی خبر ملی تو انہوں نے مطلب کو اپنے پاس بلایا۔ مطلب نے کہا کہ وہ اپنے بھائی کے بیٹے کو لے جانے آئے ہیں۔

سلمیٰ راضی نہ تھی کہ بیٹے کو چچا کے ساتھ بھیج دیں اور بیٹے نے بھی ماں کی رضامندی کے بغیر ان کو چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا۔ مگر مطلب ہار ماننے والے آدمی نہ تھے۔ وہ ان کے ہاں تین دن

مہمان رہے اور دونوں ماں بیٹے کو سمجھاتے رہے کہ مکہ میں ناموری کے جو امکانات ہیں، یثرب میں قطعاً نہیں ہیں۔ سارے عرب کی زیارت گاہ خانہ خدا کے نگراں کی حیثیت سے جو مقام قریش کو حاصل ہے اس کے سبب عرب کا کوئی قبیلہ ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اور اس کا قوی امکان ہے کہ ایک دن شیبہ وہ منصب حاصل کر لے جس پر اس کا باپ فائز تھا۔ لیکن اس عظیم عہدے پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قبیلے میں رہے۔ یہ بات سلمٰی کے دل میں اتر گئی اور انہوں نے شیبہ کو مکہ جانے کی اجازت دے دی اور خود یثرب میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا

مطلب جب اونٹ پر سوار اپنے پیچھے شیبہ کو بٹھائے مکہ میں داخل ہوا تو اہل مکہ نے سمجھا کہ مطلب کوئی غلام خرید کر لائے ہیں اور کچھ نوجوانوں نے صدا لگائی کہ ''دیکھو عبدالمطلب''، یعنی مطلب کا غلام، تو مطلب نے کہا یہ کوئی اور نہیں میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے۔ اس پر وہ نوجوان بہت ہنسے اور یہ غلط فہمی مکہ کے گلی کوچوں میں زبان زد ہو کر دل لگی کا موضوع بن گئی اور لوگ ایک دوسرے کو یہ سناتے کہ کس طرح نوجوانوں نے شیبہ کو عبدالمطلب بنا دیا۔

عبدالمطلب بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلے اور فلاح و بہبود کے کام کرتے رہے۔ خانہ کعبہ کی زیارت کو آنے والوں کی خدمت میں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا عبدالمطلب کی زندگی عجیب وغریب واقعات سے پر ہے ان کی زندگی کا اہم اور دلچسپ واقعہ آب زم زم کا پتہ لگانا ہے۔

ہوا یہ تھا کہ کچھ عرصہ پہلے مکہ پر قبیلہ جرہم کی حکومت تھی۔ جرہمی قوم دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ تعمیری کاموں کے بجائے تخریبی کاموں میں زیادہ دلچسپی لیتی تھی بنو خزاعہ کے لوگوں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ فتنہ جڑ پکڑ جائے انہیں یہاں سے نکالا جائے۔ چنانچہ باقاعدہ جنگ ہوئی اور بنو خزاعہ جیت گئے۔ جرہم قبیلہ نے جاتے ہوئے یہ کیا کہ کعبہ میں جو نذرانے پڑے تھے انہیں زم زم میں پھینک دیا اور اسے اوپر سے بند کر دیا۔ وقت نے اسے ایسا منہدم کیا کہ لوگ اسے بھول ہی گئے کہ وہ کنواں دراصل تھا کہاں!

عبدالمطلب کو کعبہ کے قریب رہنا بہت اچھا لگتا تھا چنانچہ وہ کبھی کبھی کہتے حجر میں ان کے لئے گدا بچھا دیا جائے۔ احاطے کی اندر کی جگہ کو حجر اسماعیل کہتے ہیں اس لئے کہ اس پتھر کے فرش کے نیچے حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں۔ یہ عبدالمطلب کی پسندیدہ جگہ تھی۔

ایک رات جب وہ حسب معمول سو رہے تھے، ایک پرچھائیں جیسی شکل ان کے خواب میں آئی اور ان سے کہا، کھود ڈالو شیریں اور شفاف۔ انہوں نے پوچھا، وہ کیا ہے؟ تو وہ ہیولا غائب ہو گیا۔

انہوں نے دوسرے دن پھر وہیں سونے کا ارادہ کیا۔ رات کو پھر خواب آیا اور کہا تلاش کرو برکت۔ آپ نے پوچھا برکت کیا ہے؟ ایک بار پھر وہ ہیولا غائب ہو گیا۔ انہوں نے تیسری رات پھر وہیں قیام کیا۔ رات کو پھر وہی خواب آیا اور اس نے کہا، برآمد کرلو مدفون خزانہ۔ آپ نے پھر پوچھا وہ کیا ہے؟ مگر اس بار بھی وہ غائب ہو گیا۔ آپ نے چوتھی رات بھی وہیں گزارنے کا ارادہ کیا۔ چوتھی رات حکم ملا کھود ڈالو زم زم۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو جواب ملا:

وہ تیری میراث ہے
اور وہ کبھی خشک نہ ہوگا
اور نہ اس کا پانی کم ہوگا
چاہے جتنے بھی حج کرنے والے ہوں

انہوں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ تو جواب ملا، ایسی جگہ تلاش کرو جہاں خون اور گوبر ہو، چیونٹیوں کا گھر ہو اور چونچ مارتے کوے ہوں۔

عبدالمطلب خواب سے بیدار ہوئے تو صبح کا انتظار کیا۔ پھر حجر سے باہر آئے۔ شمالی مشرقی دیوار سے لگ کر چلنا شروع کیا جس کے دوسرے کنارے پر کعبہ کا دروازہ تھا۔ وہ حجر اسود کے پاس پہنچے، اسے بوسہ دیا اور طواف کا آغاز کیا۔ سات چکر پورے کئے، اس کے بعد دعا مانگی اے اللہ میں دعا کرتا ہوں وافر رواں شفاف پانی کیلئے جو حج کی تمام مدت تیرے دربار میں حاضری دینے والوں کو سیراب کرے۔

ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز آئی۔ انہوں نے دعا ختم کی اور مڑ کر دیکھا۔ ان کے پیچھے ریت میں ایک پرندہ اترا تھا، پھر ایک اور پرندہ اتر آیا وہ پرندے کوے کی چال چلتے ہوئے بت نما چٹانوں کی طرف جا رہے تھے جو کوئی سو گز آگے تھیں۔ ان چٹانوں کے درمیان قریش اپنے جانوروں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ عبدالمطلب بھی جانتے تھے اور کوے بھی کہ اس جگہ ریت میں ہمیشہ خون پایا جاتا ہے۔ وہاں گوبر بھی تھا۔ عبدالمطلب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک بل بھی موجود ہے۔

عبدالمطلب اپنے گھر گئے ایک کدال اور اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اس وقت تک ان کا ایک ہی بیٹا تھا۔ اس کے بعد دونوں باپ بیٹوں نے وہاں آکر کھدائی شروع کی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ایک جم غفیر جمع ہو گیا اور انہیں ایسا کرنے سے منع کرنے لگا۔ بات دراصل یہ

تھی کہ جہاں عبدالمطلب کھدائی کر رہے تھے وہاں دو بت نما چٹانیں تھیں اور اہل مکہ ان بتوں کی کھدائی کو بتوں کی بے حرمتی سے تعبیر کر رہے تھے۔

عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے کھدائی سے کوئی باز نہ رکھے، اپنے بیٹے حارث کو کہا کہ وہ کسی کو ان کے پاس نہ آنے دے۔

ایسے میں حارث بھوک اور پیاس کی شدت محسوس کر رہا تھا۔ مگر زبان سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ اس کے کان باپ کی آواز کی طرف متوجہ تھے اور نظریں ٹوکری اور مٹی پر مرکوز تھیں اور وہ مٹی سے بھری ہوئی ٹوکری کو خالی کرنے کیلئے مستعد تھا۔

اتنے میں ایک لڑکا ان کے پاس آیا اور کہا کہ سمراء نے آپ دونوں کیلئے کھانے پینے کی اشیاء بھیجی ہیں اور کہا ہے یہ آپ اور آپ کے بیٹے کا کھانا ہے اور اسے بیگم عامریہ نے خود اپنے ہاتھ سے تیار کیا ہے۔ ان کا پیغام ہے کہ آپ اور آپ کے نوعمر صاحبزادے اسے جلد تناول فرمالیں۔ اس دوپہر کی تپش جسموں کو پگھلا رہی ہے اور کھالوں کو جلا رہی ہے، سب لوگ آرام کر رہے ہیں مگر آپ اس حالت میں محنت ومشقت کر رہے ہیں۔ نہ خود آرام کر رہے ہیں نہ اس لڑکے کو آرام کرنے دے رہے ہیں جو محنت ومشقت کا عادی نہیں ہے۔

عبدالمطلب نے قاصد کے پیغام کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ بدستور اپنے کام میں لگے رہے۔ ان کا بیٹا حارث بھی اپنے کام میں مصروف تھا لیکن بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ کبھی کبھی نظریں بچا بچا کر کھانے کی ٹوکری کی طرف دیکھتا اور سوچنے لگتا کہ اس ٹوکری میں بھنا ہوا گوشت ہوگا، شہد ملا دودھ ہوگا، شیریں پانی ہوگا اور شاید اس کی والدہ نے اس میں طائف کی کشمش اور منقے بھی شامل کر دیے ہوں، کیونکہ وہ کھانا عمدہ طریقہ سے تیار کرتی ہیں۔

عبدالمطلب ہر چیز سے بے نیاز اپنے کام میں لگے تھے۔ کھانا لانے والے غلام نے ہاتھ بٹانا چاہا تو عبدالمطلب نے اسے سختی سے منع کر دیا:

''اے لڑکے الگ رہو کیونکہ یہ کام صرف عبدالمطلب اور اس کے فرزند کیلئے مخصوص کام ہے''

اتنے میں ان کی کدال ایک پتھر سے ٹکرائی جس کو کنویں کے منہ پر رکھ کر بند کر دیا گیا تھا۔ آخر اس پتھر کو توڑا گیا تو اس پتھر کے نیچے گہرا گڑھا تھا۔ انہوں نے اپنے فرزند کو پکارا اور کہا:

''حارث ادھر آؤ اور دیکھو کیا تمہیں پانی نظر آ رہا ہے''؟

حارث نے کہا ہرگز نہیں بلکہ مجھے تو سونا اور ہتھیار دکھائی دے رہے ہیں

عبدالمطلب حیران ہوئے اور کہا: ''مگر مجھ سے سونے اور ہتھیار کا وعدہ تو نہیں کیا گیا تھا۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ حاجیوں کو پلانے کیلئے پانی نکلے گا۔ خیر اس راز پر بعد میں غور کرتے ہیں پہلے آؤ کچھ کھالیں''

جب دونوں کھانے سے فارغ ہوئے تو عبدالمطلب گڑھے میں سے سامان نکالنے لگے وہاں سے دو سونے کے ہرن، تلواریں اور زرہیں نکلیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر عبدالمطلب نے نعرہ لگایا جس کو سن کو خانہ کعبہ کے اطراف کے لوگ جمع ہو گئے اور جلد ہی یہ خبر سارے مکہ میں پہنچ گئی کہ عبدالمطلب کو خزانہ ملا ہے۔

لوگ جمع ہوکر باتیں کرنے لگے کہ اس خزانے کا مالک کون ہے۔ ایک طرف سے آواز ئی، خزانہ قریش کی ملکیت ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جو حرم کے اندر ہے قریش کی ملکیت ہے۔

دوسری طرف سے آواز آئی یہ صرف بنوعبد مناف کی ملکیت ہے اس لئے کہ اس خاندان کے فرد نے اسے تلاش کیا ہے

سب لوگ جھگڑ رہے تھے لیکن عبدالمطلب سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ عبدالمطلب نے نہایت سکون اور تحمل کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا ہم اس ملکیت کے فیصلے کو دیوتاؤں پر چھوڑتے ہیں۔ عبدالمطلب نے وہ سارا سونا اور ہتھیار خانہ کعبہ کی نذر کر دیے اور انہیں خانہ کعبہ میں رکھ دیا گیا جہاں سے وہ دوسرے ہی دن چوری ہو گئے۔

اس بات پر عبدالمطلب کی بیوی نے بہت جھگڑا کیا تم نے کتنی محنت کی اور اس کا اجر یہ ملا مال ودولت تم نے لوگوں کو دے دیا اور اپنے لئے کچھ بھی نہ رکھا

عبدالمطلب نے سمراء کو سمجھانے کی کوشش کی کہ مجھ سے پانی کا وعدہ تھا نہ کہ سونے اور چاندی کا۔ اس لئے جو سونا اور چاندی ملا وہ میرا نہیں تھا۔ اگر تمہیں سونے چاندی کی ضرورت ہے تو بیشک میرے گھر میں نہ رہو اور اپنا بوریا بستر باندھ کر اپنے گھر چلی جاؤ۔

اگلے روز عبدالمطلب نے پھر کھدائی شروع کی تو تھوڑی ہی دیر کے بعد انہوں نے نعرہ بلند کیا جس سے کعبہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ لوگ پھر بھاگے بھاگے آئے کہ عبدالمطلب نے کوئی اور خزانہ پالیا، چلو اس بار اپنا حصہ لیتے ہیں اس بار کسی کو کچھ نہ دیں گے۔ کئی سردار قسمیں کھاتے آ رہے تھے کہ خزانہ چھین لیں گے۔ جب وہاں پہنچے تو عبدالمطلب کہہ رہے تھے کہ دیکھو یہ حضرت اسماعیلؑ کا کنواں ہے۔ یہ زم زم ہے۔ یہ حاجیوں کے پینے کیلئے ہے۔ وعدہ سچا ہوا اور ہماری تمنا پوری ہوگئی۔

جب لوگوں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ خود بھی پانی پی رہے تھے اور اپنے بیٹے کو بھی پلا رہے تھے اور پانی اٹھا اٹھا کر چاروں طرف پھینک رہے تھے جیسے تمام روئے زمین اور لوگوں کو سیراب کرنا چاہتے ہوں۔

یہ منظر دیکھ کر لوگ مسکرانے لگے اور کہا، اے شیبہ تم نے اپنی قوم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ تم نے ان کے لئے ایسا پانی فراہم کر دیا جو کبھی خشک نہ ہوگا انہوں نے کہا تم نے صلح رحمی کی ہے قریش تمہارے اس احسان کو ضرور یاد رکھیں گے۔

عبدالمطلب نے جواب دیا، تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ میرا کنواں ہے جسے میں نے کھودا ہے اور آسمان سے نازل شدہ ایک حکم کے مطابق مجھے اس کا سراغ ملا ہے۔ میں جب چاہوں گا اور جس کو چاہوں گا پانی پلاؤں گا۔ سب سے پہلے حاجیوں کو اس کے بعد تمہیں پانی پلاؤں گا۔ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اس کی تعمیل کروں گا۔

اہل قریش یہ سن کر بڑے بھنائے کہ اے ہاشم کے فرزند تم اپنے اوپر بھی ظلم کر رہے ہو اور ہمارے اوپر بھی۔

عبدالمطلب نے کہا کچھ بھی ہو، تم یہاں سے چلے جاؤ، خدا کی قسم تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔ تم لوگ اپنی کثرت کی وجہ سے مجھ پر غالب آنا چاہتے ہو۔ تم مجھے صرف ایک بیٹے کا باپ سمجھ کر کمزور سمجھ رہے ہو۔ مگر وہ خدا جس نے مجھ سے یہ کام لیا ہے مجھے اور بیٹے دے گا اور ان کی بدولت میں تم پر غالب آ جاؤں گا۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دس بیٹے دیئے تو ان میں سے ایک کو اللہ کیلئے قربان کر دوں گا۔

یہ سن کر عبدالمناف کی اولاد تو عبدالمطلب کی حمایت کرنے گی لیکن باقی قریش اب بھی مخالفت کر رہے تھے۔ خطرہ تھا کہ دونوں کے درمیان لڑائی نہ ہو جائے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ تم آپس میں رشتہ دار ہو، کیوں جھگڑا کرتے ہو؟ چلو کسی ثالث سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ یہ بات قریش کو پسند آئی اور طے پایا کہ بنو سعد کی ایک کاہنہ ہے، اس سے فیصلہ کراتے ہیں، چنانچہ ۲۰ افراد بنو عبدمناف سے اور ۲۰ افراد قریش کے دیگر مخالف قبیلوں سے ایک قافلہ کی شکل میں شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ راستہ بھول گئے۔ زمین کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے ان کا راستہ طویل ہوتا گیا۔ ان کے پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ پھر وہ ایک ایسے لق و دق بیاباں میں پہنچے کہ دور دور تک پانی کا کوئی نام و نشاں نہ تھا۔ سورج کی تیز شعاعیں جسموں کو جھلسا رہی تھیں اور ایسی

صورتحال پیدا ہوگئی کہ موت یقینی لگنے لگی
اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ ہم سب کی موت یقینی ہے اب دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ ہم سب مر جائیں اور ہماری لاشوں کو درندے اور پرندے کھائیں، دوسرے یہ کہ ہم اپنی قبریں خود کھود لیں اور مرنے والے شخص کو زندہ ساتھی اس کی قبر میں اتار دیں اور آخری شخص کو ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں ۔یہ کہہ کر وہ شخص اپنی قبر کھودنے لگا۔
عبدالمطلب جو خاموش بیٹھے تھے، اٹھ کھڑے ہوئے اور قافلے سے کہنے لگے اے قریش کے لوگو! تم کتنے عاجز اور درماندہ ہو۔تم ناکارہ ہوکر موت کا انتظار کر رہے ہو اور اپنے اہل وعیال سے رشتہ زندگی توڑ بیٹھے ہو۔حالانکہ تم میں ابھی چلنے پھرنے کی طاقت موجود ہے۔خدا کی قسم میں اپنے آپ کو موت کے سپرد نہیں کروں گا۔آؤ سفر کریں ہوسکتا ہے آگے کسی مقام پر اللہ کی مدد پہنچ جائے
عبدالمطلب کے ان الفاظ نے ان کی خشک جانوں پر بارش کا کام کیا اور سب اپنے اونٹوں پر سوار ہونے لگے عبدالمطلب نے جب اپنی اونٹنی کو اٹھایا تو عجیب منظر نظر آیا جسے دیکھ کر انہوں نے نعرہ لگایا۔اونٹنی کے پاؤں کے پاس ایک چشمہ پھوٹ رہا تھا
عبدالمطلب نے کہا اے قریش پانی پیو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سخت چٹان سے چشمہ نمودار کیا ہے۔ یہ سن کر تمام لوگ مسرور ہوگئے اور پانی پی کر عبدالمطلب سے کہنے لگے، ہمیں مکہ کی طرف لوٹ جانا چاہئے۔ ہمارا فیصلہ ہوگیا۔ کیونکہ جس نے صحرا میں تمہیں ہمارا ساقی بنایا ہے اسی نے تمہیں مکہ میں بھی ساقی بنایا۔اس کے بعد یہ قافلہ مکہ لوٹ آیا۔
سمراء کو جب یہ خبر ملی کہ ان کا شوہر بخیر وعافیت کامیاب واپس آرہا ہے تو انہوں نے کہا کہ شیبہ مسافر اور مقیم دونوں حالتوں میں اچھا انسان ہے مگر آج وہ میرا مخلص نہیں رہے گا کیونکہ وہ دس بیٹے چاہتا ہے۔چنانچہ عبدالمطلب نے عمرو بن عائد المخزومی کی بیٹی فاطمہ سے دوسری شادی کرلی جو بعد میں زبیر، ابوطالب اور عبداللہ کی والدہ بنیں۔
جب عبدالمطلب کے بیٹوں کی تعداد دس ہوگئی تو انہوں نے اپنی نذر پوری کرنے کا ارادہ کیا۔عبدالمطلب کی تمام بیویوں نے رونا پیٹنا شروع کردیا۔کیونکہ فاطمہ سمجھ رہی تھیں کہ ان کے بیٹوں، زبیر، ابوطالب اور عبداللہ میں سے کسی ایک کے قربان ہونے کا خدشہ ہے۔نتیلہ کو خبر ملی تو انہیں اپنے بیٹے عباس کی فکر ہوئی۔ہالہ کو اطلاع ملی تو انہیں اپنے بیٹے حمزہ کی جان جاتی نظر آئی۔
سمراء نے سوچا اب حارث نہیں بچ پائے گا

عبدالمطلب اپنے دس بیٹوں کو لیکر کعبہ میں آئے اور پجاری سے کہا میں ان میں سے کسی ایک کو قربان کرنا چاہتا ہوں، تم بتاؤ کہ کس کو قربان کروں۔ پجاری نے تیروں پر نام لکھ کر قرعہ ڈالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔ عبداللہ اپنے بھائیوں میں سب سے خوبصورت اور سخی تھے۔

عبدالمطلب اپنے بیٹے کو لے کر چل پڑے کہ اپنی منت پوری کریں۔ عبداللہ کی بہنیں رونے لگیں۔ اہل قریش کو پتہ چلا تو جمع ہو گئے وار عبدالمطلب کو مشورہ دیا کہ اس کے بدلے کچھ اور قربان کر دیا جائے۔ آخر طے پایا کہ ایک کاہنہ کے پاس چلتے ہیں۔ سب لوگ کاہنہ کے پاس گئے اور مسئلہ کا حل پوچھا۔ کاہنہ نے مشورہ دیا کہ اس کے بدلے میں اونٹ ذبح کر دیئے جائیں، لیکن کتنے اونٹ ذبح کیے جائیں اس بات کا تعین کرنا ہوگا۔ چنانچہ دو تیر لئے گئے۔ ایک پر عبداللہ کا نام اور دوسرے پر دس اونٹ لکھے گئے۔ قرعہ اٹھایا تو عبداللہ کا نام لکھا۔ اونٹوں کی تعداد بڑھا دی گئی اونٹ بیس کر دیئے۔ پھر قرعہ عبداللہ کے نام کا نکلا۔ اس طرح اونٹوں کی تعداد بڑھتی گئی آخر سو اونٹ کر دیئے گئے۔ اس مرتبہ قرعہ عبداللہ کے بجائے سو اونٹوں پر نکلا۔ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کئے اور عبداللہ بچ گئے۔

عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے پانچ اسلام کے حوالے سے مشہور ہوئے۔ جناب عبداللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ہیں۔ ابو طالب اپنے بھتیجے کی حمایت کرنے کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ کو ایمان کی دولت کے ساتھ شہرت نصیب ہوئی اور پانچواں بیٹا ابولہب اپنی شدید اسلام دشمنی کی وجہ سے مشہور ہوا۔

سو اونٹوں کی قربانی کے عوض بچ جانے کے بعد عبداللہ کسی قصے کہانی کے مرکزی کردار کی طرح مشہور ہو گئے۔ عبدالمطلب نے اس خوشی کو دوبالا کرنے کیلئے ان کی شادی کے بارے میں سوچا اور اس سوچ کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ اس واقعے کے بعد ان کی شادی کے بہت سے پیغام آنے لگے تھے۔

عبدالمطلب نے عبداللہ کی شادی قبیلہ زہرہ میں طے کی۔ قبیلہ زہرہ کے وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی آمنہ قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ وہ اس وقت اپنے چچا وہب کے پاس رہتی تھیں۔ عبدالمطلب وہب کے پاس گئے اور عبداللہ کی شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے منظور کر لیا اور اس طرح عبداللہ اور آمنہ رشتہ ازدواج میں سے منسلک ہو گئے۔

اس وقت عبداللہ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس تھی۔ عبداللہ کی شادی کا سال ۵۶۹ء تھا۔ اس کے بعد والا سال عام الفیل کہلایا۔

عبدالمطلب کی زندگی کا ایک تاریخی واقعہ وہ ہے جب ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا۔ عبدالمطلب کے بیٹے جن میں عبداللہ بھی شامل تھے، تجارت کے غرض سے شام گئے ہوئے تھے۔ اوران کی عدم موجودگی میں یہ واقعہ پیش آیا۔

اس واقعہ کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ یمن کے شہر نجران میں یہودیوں نے عیسائیوں پر ظلم کیا، ان کو زندہ جلا دیا اوران کے گھروں کو تباہ کر دیا۔ اس بات کا علم جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو ہوا تو اسے بڑا دکھ ہوا کیونکہ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا راستہ میں سمندر حائل تھا۔ اس نے روم کے بادشاہ قیصر سے مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ قیصر کی بھیجی ہوئی کشتیوں پر اس کے ستر ہزار فوجیوں نے سمندر پار کیا۔ اس فوج کا سپہ سالار ارياط تھا۔ ارياط نے یمن پر قبضہ کرلیا اور وہاں حکومت کرنے لگا۔ ارياط کی فوج کا ایک سپہ سالار ابرہہ تھا۔ ابرہہ ایک کٹر عیسائی تھا وہ یمن کے یہودیوں کو زبردستی عیسائی بنانا چاہتا تھا۔ اس پر ارياط نے اختلاف کیا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی اور ابرہہ کے غلام نے ارياط کو قتل کر دیا۔ ارياط کے قتل کے بعد ابرہہ یمن کا بادشاہ بن گیا۔

جب یہ خبر نجاشی کو ملی تو وہ سخت برہم ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک ابرہہ سے خون کا بدلہ نہ لے گا اور یمن کی سرزمین کو روند نہ ڈالے گا، چین نہیں لے گا۔

ابرہہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک تدبیر کی ایک شیشی میں اپنا خون اور ایک ٹوکری میں یمن کی مٹی نجاشی کو ارسال کی اور کہا کہ اپنی قسم پوری کریں۔ شیشی میں میرا خون ہے اسے بہادیں، ٹوکری میں یمن کی مٹی ہے اسے روند ڈالیں اور میری بات کا یقین کریں کہ میں آپ کا غلام اور فرماں بردار ہوں اور عیسائیت کو نہ صرف یمن بلکہ پورے عرب کا مذہب بنانا چاہتا ہوں۔

نجاشی اس کی تدبیر سے خوش ہوا اور اسے معاف کر دیا۔

ایک دن کیا ہوا کہ گرجا کہ پادری نے اس کو خبر دی کہ کسی نے گرجا میں غلاظت کر دی ہے اور مردہ جانور پھینک دیئے ہیں۔ اسے سخت غصہ آیا اور اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں؟ پادری نے کہا یہ صرف ان لوگوں کا کام ہے جو خانہ کعبہ کی عبادت کرتے ہیں اور وہاں حج کرتے ہیں، تو ابرہہ نے قسم کھاتے ہوئے کہا کہ وہ خانہ کعبہ پر حملہ کرے گا، اسے گرا ڈالے گا اور اہل عرب کو مجبور کرے گا کہ وہ اس گرجا کا حج کریں۔

چنانچہ ابرہہ نے تیاری کی اور ایک زبردست فوج لے کر مکہ روانہ ہو گیا۔ فوج کے ہراول دستے کے آگے ایک ہاتھی تھا۔ راستے میں کچھ عرب قبائل نے اس کی راہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ قاصر

رہے۔ حبشیوں نے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا اور ان کے سردار نفیل بن حبیب کو گرفتار کر لیا۔ نفیل نے کہا کہ اگر وہ اسے قتل نہ کریں تو وہ ان کی اجنبی راستوں پر راہبری کر سکتا ہے اور مکہ تک پہنچنے کیلئے مختصر راستہ بتا سکتا ہے چنانچہ اسے معاف کر کے ساتھ رکھ لیا گیا۔

ابرہہ کی فوج نے جب طائف میں پڑاؤ ڈالا تو وہاں کے لوگوں نے اسے تحفے تحائف پیش کئے اور اسے کہا کہ یہ شہر طائف ہے اور مکہ آگے ہے، اور ایک آدمی کو ساتھ کر دیا تا کہ ابرہہ کی فوج کو مکہ چھوڑ آئے۔

ابرہہ کی فوج نے جب طائف میں پڑاؤ ڈالا۔ تو اس کے فوجی ارد گرد پھیل گئے ایک تو صورتحال کا جائزہ لینے کیلئے اور دوسرا لوٹ مار کرنے کیلئے۔ انہیں جو کچھ ملا وہ لوٹ کر لے آئے۔ ابرہہ اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ مکہ کا سرداران سے ملنا چاہتا ہے۔ ابرہہ نے سردار کو اندر بلایا تو پتہ چلا کہ عبدالمطلب ہیں جو مکہ کی ممتاز ترین شخصیت ہیں

عبداللہ نے عبدالمطلب کو دیکھا تو ان کی وجاہت اور شباہت سے اتنا متاثر ہوا کہ شہ نشین سے نیچے اتر آیا، انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں لے کر نیچے قالین پر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا اور ایک مترجم کے ذریعے ان سے بات چیت کرنے لگا۔ ابرہہ نے مترجم سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ مجھ سے کیا رعایت چاہتے ہیں؟ ترجمان نے عبدالمطلب سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا فوج نے میرے دوسو اونٹ پکڑ لیے ہیں وہ مجھے واپس کر دیئے جائیں ابرہہ یہ سن کر حیرت میں پڑ گیا۔۔ اس نے کہا، مجھے ان کا خیال سن کر بڑی مایوسی ہوئی۔ میں ان کی عبادت گاہ کو منہدم کرنے آیا ہوں انہیں اس کی کوئی فکر نہیں اپنے اونٹوں کی فکر ہے۔

عبدالمطلب نے کہا کہ اونٹ میرے ہیں، اس لئے مجھے اونٹوں کی فکر ہے۔ جو اس گھر کا مالک ہے وہ اپنے گھر کی فکر کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ وہ میرے مقابلے میں کامیاب نہ ہوگا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ دیکھیں گے۔ ابھی تو تم میرے اونٹ واپس کر دو ابرہہ نے حکم دیا کہ ان کے اونٹ واپس کر دیئے جائیں۔

عبدالمطلب اونٹ لیکر واپس آئے اور انہیں اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے خاندان کے کچھ اشخاص اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حرم میں داخل ہوئے، کعبہ کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر یوں دعا کی:

"اے اللہ! تیرا بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے گھر کی حفاظت فرما"

اس کے بعد انہوں نے اہل قریش کو ہدایت کی کہ قریبی پہاڑی پر چلے جائیں اور اوپر سے جائزہ لیں کہ نیچے کیا ہو رہا ہے۔

ابرہہ کی فوج نے شہر میں داخل ہونے کی تیاری شروع کی۔ فوج کو صف بستہ کیا گیا۔ سب سے آگے ایک گرانڈیل ہاتھی مکہ کی طرف رخ کئے کھڑا تھا اتنے میں کیا ہوا کہ نفیل ابن حبیب جو کہ ابرہہ کی فوج کے ساتھ قیدی سردار تھا، ہاتھی کے کان میں کچھ کہا تو ہاتھی بیٹھ گیا۔ ہاتھی کے فیل بان نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھا۔ اس عرصے میں نفیل ابن حبیب موقع غنیمت جان کر بھاگا اور جا کر پہاڑیوں میں چھپ گیا۔ فیل بانوں نے سب حربے آزمالیے اسے مارا پیٹا، پچکارا لیکن ہاتھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔

ابرہہ کے سپہ سالاروں نے ایک اور ترکیب آزمائی اور فوج کا رخ مکہ کے بجائے یمن کی جانب کر دیا اور ہاتھی کا منہ پکڑ کر اس طرف کیا کہ اس طرف چلو تو اٹھ کھڑا ہوا اور اوران کے پیچھے چلنے لگا۔ فوج ایک بار پھر مڑی اور مکہ کی جانب رخ کیا۔ ہاتھی بھی مڑا اور جوں ہی مکہ کی جانب رخ کیا پھر بیٹھ گیا۔ ابرہہ کی فوج کیلئے یہ ایک واضح اشارہ تھا کہ واپس لوٹ جائیں لیکن ان پر تو کعبہ ڈھانے کا بھوت سوار تھا۔

اچانک آسمان پر سیاہی چھا گئی سمندر کی طرف سے جیسے بادل امڈ آ رہے تھے۔ یہ بادل دراصل پرندے تھے (جو ابابیلوں کی طرح کے تھے)۔ ہر پرندے نے چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پکڑی ہوئی تھیں۔ یہ کنکریاں چنے کے دانوں کے برابر تھیں۔ پرندے ابرہہ کی فوج پر سنگ ریزے برسانے لگے۔ یہ سنگ ریزے اتنے سخت تھے اور اتنی تیزی سے گرتے تھے کہ فولادی زرہوں کو توڑ کر اندر گھس جاتے تھے۔ جس پر ان کی چوٹ پڑتی وہ مارا جاتا۔ کیونکہ سنگ ریزوں کے جسم سے لگتے ہی گوشت گلنے لگتا۔ سب لوگ بھاگ رہے تھے اور بہت کم جان بچا کر یمن پہنچ سکے۔ صنعاء پہنچنے والے بھی اپنے گھر پہنچنے تک لقمہ اجل بن گئے۔ ابرہہ کو اس کی فوج اٹھا کر صنعاء لے گئی لیکن اس کا بھی برا حال ہوا۔ آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ پاؤں جھڑ گئے اور ایک عبرت ناک موت سے دوچار ہوا۔

اس واقعہ کے بعد عرب کے لوگ قریش کو ''اللہ کا کنبہ'' کہہ کر پکارتے تھے۔ اوران کی نظروں میں قریش کی عزت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ پرندوں کے کرشمے کے وقت فلسطین اور شام کے تجارتی قافلے پر گئے ہوئے تھے۔ وطن واپس ہوئے تو راستہ میں بیمار

پڑ گئے اور یثرب میں اپنے ننہیال کے پاس ٹھہر گئے۔ قافلہ ان کو چھوڑ کر مکہ روانہ ہو گیا۔
جب عبدالمطلب کو بیٹے کی علالت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا کہ جوں ہی عبداللہ سفر کے قابل ہوں انہیں ساتھ لے کر آ جائے۔ حارث جب یثرب پہنچے تو عبداللہ انتقال کر چکے تھے۔
عبداللہ کے انتقال کی خبر اہل مکہ پر بجلی کی طرح گری۔ عبداللہ خاندان قریش کا بہت ہی مقبول نوجوان تھا۔ اس حادثہ کو ان کے بھائیوں اور قریش نے بہت بڑے حادثہ کے طور پر لیا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔
آپ کی اہلیہ آمنہ کا بھی برا حال تھا۔ لیکن ان کے لئے ایک وجہ تسلی وہ بچہ تھا جو ان کے ہاں پیدا ہونے والا تھا۔ عبداللہ نے ترکہ میں اونٹ بکریاں اور ایک لونڈی چھوڑی جس کا نام برکت تھا اور ام ایمن کے نام سے بلائی جاتی تھیں۔
آمنہ کے بطن سے جس بچہ نے جنم لیا، اسے اس کے دادا عبدالمطلب اٹھا کر خانہ کعبہ لے گئے اور اس کا نام محمد رکھا۔ اہل مکہ کیلئے یہ نام نیا تھا۔ عبدالمطلب نے کہا، یہ وہ نام ہے جس کی بہت حمد وثنا کی جائے گی۔ عبدالمطلب نے کتنا ٹھیک کہا تھا! صلی اللہ علیہ وسلم۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الانبیاء:۶۹

۲۔ سورہ الصافات/۱۰۲

۳۔ سورۃ الصافات/ ۱۰۷

۴۔ سورہ بقرہ/ ۱۵۸

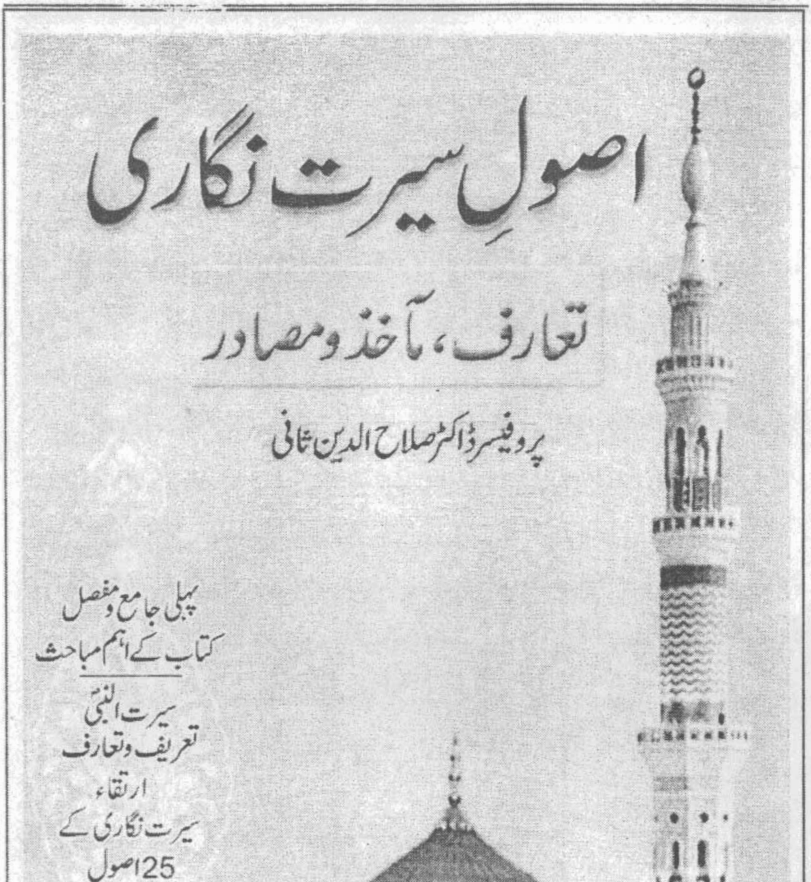
اصولِ سیرت نگاری
تعارف، مآخذ و مصادر
پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
پہلی جامع و مفصل
کتاب کے اہم مباحث
سیرت النبیؐ
تعریف و تعارف
ارتقاء
سیرت نگاری کے
25 اصول
نایاب معلومات
کا خزانہ
مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانی